کھلتی کلیاں مہکے سویرے

اقرا صغیر احمد

نور غروب ہوتے سورج کی زرد زرد روشنی موسم [illegible] کی اس گلابی شام میں عجیب سی اداسی پھیلا رہی تھی۔ [illegible] ل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ دھیرے دھیرے چلتی [illegible] اپنے اندر بھرپور خنکی لیے ہوئی تھی۔

[illegible] درمیان بیٹھی تھی پر وہ سر جھکائے اپنی سوچوں اور [illegible] وں میں گم تھی۔ نومبر کا مہینہ اس کے لیے [illegible] شتوں کی سو [illegible]

اس مہینے میں آج سے بائیس سال قبل جب اس نے [illegible] آ کر آنکھیں کھولی تھیں اس وقت اس کی ماں کی اس [illegible] آنکھیں بند ہوئی تھیں ہمیشہ کے لیے [illegible] اس کی ما [illegible]

[illegible] ابتدائی چند سالوں تک وہ دادی اور نانی کی آغوش میں [illegible] پلتی رہی۔ جب چھوٹی امی چھوٹے چچا کی ڈیتھ [illegible] کوئٹہ سے کراچی تاجشیر کے ساتھ ہمیشہ کے لیے [illegible] تو انہوں نے اسے بڑی چاہ سے اپنی ممتا کے [illegible] میں سمیٹ لیا تھا۔

ان کی محبت میں اتنی سچائی اور خلوص تھا کہ نانی جان جو بہوؤں کے ناروا سلوک کے باوجود مرحومہ بیٹی کی محبت میں اسے کچھ ہفتے اپنے پاس رکھتی تھیں اُن کی محبت سے مطمئن ہو کر اسے ان کے سپرد کر دیا تھا۔ کبھی کبھی وہ ان سے ملنے چلی جایا کرتی تھی۔ نانی جان بھی مظلوم بہو تھیں اور آج [illegible]

[illegible] خدمت و غلامی کو شعار بنانے والے لوگوں کو بھی ان کا حق نہیں ملتا۔ پہلے انہوں نے سسرالیوں کی [illegible]

[illegible] چند دنوں کا آنا ہی تینوں ممانیوں کے چہروں کے زاویے بگاڑ دیا کرتا تھا۔ "دنیا میں آتے ہی منحوس ماں کو کھا گئی اب ہمارے بچوں کا حق کھانے آتی ہے۔" بڑی ممانی جن کا تعلق امیر کبیر گھرانے سے تھا انہیں ہر لمحہ اپنے بچوں کے "حق" کی فکر ستائے رکھتی۔ مجھلی اور چھوٹی ممانیاں

sameenanazeer
FriendsKorner

تو اسے ایک نگاہ دیکھنا پسند کرتی تھیں۔

نانی کے مقابلے میں دادی جان بہت بارعب اور مضبوط شخصیت کی مالک تھیں۔ دادا جان کے انتقال کے بعد بھی اس کی حکمرانی اور رعب میں سرمو فرق نہیں آیا تھا۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] اس کی شرارتیں بھی [illegible]

[illegible]

ایک دیوار سی جوان [illegible] کے درمیان آ گئی تھی۔

[illegible]

پرچھائیں سے بھی بچ بچا کر رہا کرتی تھی۔ مگر [illegible] سرحدوں میں قدم رکھتے ہی اس کے اندر [illegible] بہادری اور مقابلے کی [illegible] دونوں ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف سمت چلتے رہے۔

"خدا کے لیے نماز [illegible] مغرب کی نماز [illegible] وقت نکلا جا رہا ہے [illegible]"

[illegible]

"تم نے [illegible]"

[illegible]

"کیا مطلب؟"

[illegible]

[illegible] نہیں کر سکتا۔"

نادیہ نے اسے نماز پڑھوا کر ہی چھوڑا تھا۔

"سوری اللہ میاں جی! معاف کر دینا مجھے، بعض اوقات شیطان بہکا دیتا ہے۔"

[illegible]

☆☆☆

"مجھے پتا ہے خبیث مر گیا آج؟ جو ابھی تک نہیں آیا۔" [illegible]

[illegible]

"تم [illegible]"

[illegible]

ڈائجسٹ دے کر گیا تھا مگر اب تو [illegible]

[illegible]

کہانی کے لیے۔" نادیہ نے سرزنش کی۔

[illegible]

"اللہ [illegible] تمہارا کیا ہے؟"

"نادیہ [illegible]" خوف [illegible]

[illegible]

"اس کی حماقت میں تم نے مجھے [illegible]"

"تم [illegible] تنگ کر رہی تھیں۔"

[illegible]

sameenanazeer
FriendsKorner

"ایسے مذاق اچھے نہیں لگتے۔۔۔" ثمرہ نے اسے سرزنش کی۔

"اچھا۔۔۔ پرسوں جو اس نے مجھے دادی سے ڈانٹ پڑوائی تھی جھوٹ بول کر۔"

"دادی سے ڈانٹ آج سب کھائیں گے جو حریم پانچ منٹ لیٹ ہوئے ناشتہ لگنے میں۔ چلو جاؤ تم سب کو اطلاع دو ناشتہ لگنے کی ہم ابھی دیر میں میز سجا لیتے ہیں۔" خولہ اسے ہدایت دے کر آگے بڑھ گئی۔

☆☆☆

کمرے کا منظر عجیب تھا۔ تمام کزنز نوریہ سے تعزیت کرنے کمرے میں جمع تھے۔ لبوں پر دبی دبی مسکراہٹوں کے ساتھ وہ اس سے تعزیت کر رہے تھے اور خود اس کا رو رو کر برا حال تھا۔ صبح سے اس نے اب تک کچھ نہیں کھایا تھا۔ صدمہ اور دکھ سے اس کی بھوک پیاس مر گئی تھی۔

"ہائے بے چارہ عامر کتنا ہینڈسم اور خوب صورت تھا۔ لڑکیاں کس قدر جان دیتی تھیں اس پر۔"

"چلو اچھا ہوا مر گیا ورنہ لڑکیاں اس پر جان دیتے [illegible] عامر صاحب اپنی بے رخی اور بے نیازی کے مظاہرے کس کو دکھاتے۔"

[illegible]

"چلیے تم لوگ چلے جاؤ یہاں سے مجھے تنہا چھوڑ دو۔۔۔" وہ چیخ کر بولی۔

"کیا ہوا؟" خولہ جو چھوٹی امی کے ساتھ مارکیٹ گئی ہوئی تھی کمرے میں آتے ہی پریشانی سے استفسار کرنے لگی۔

"عامر مر گیا۔۔۔" تابش گلوگیر لہجے میں بولی۔

"کک۔۔۔ کون عامر؟"

"نوریہ کے پسندیدہ ناول کا ہیرو عامر نام تھا اس کا۔" انہیں ہنسی ضبط کر کے جواب دیا۔

"کھوتی نوریہ اس کے لیے رو رہی ہے؟" وہ حیرانی سے نوریہ کی طرف بڑھی۔

"ہاں۔" اس بار کورس میں ان کے قہقہے گونجے تھے۔

جبکہ خولہ نے نوریہ کی حساس طبیعت کو جانتے ہوئے انہیں زبردستی کمرے سے نکالا اور دروازہ اندر سے لاک کر کے اس کے قریب بیٹھ گئی جو تکیوں میں منہ چھپائے رونے میں مصروف تھی۔

"یہ کیا بے وقوفی ہے؟ کیوں اپنا مذاق بنواتی ہو؟ فرضی کردار کی موت پر کیوں اپنی آنکھوں کے [illegible] لٹا رہی ہو۔ کہانیوں میں ایسا تو ہوتا رہتا ہے۔" اس نے بہت پیار سے چہرہ اونچا کر کے اپنے دوپٹے سے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے سمجھایا۔

"تین سال سے اس ناول کو پڑھ رہی تھی۔ اتنے عرصے میں کرداروں سے محبت ہو ہی جاتی ہے۔"

"اچھا چھوڑو۔ چلو آؤ منہ دھو کر [illegible] ساتھ کچھ کھا لو۔" [illegible] ٹھیک کر کے کمرے سے نکل گئی۔

رات سے خوب سردی میں اضافہ ہو گیا تھا تیز ہواؤں میں [illegible]

چھوٹی امی جوڑوں کے درد کی بیماری میں مبتلا تھیں۔ سردیوں میں یہ بیماری اتنی شدید ہو جاتی کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتی تھیں۔ ایسے میں گھر کا تمام بوجھ اس پر آ جاتا تھا جو وہ خوش اسلوبی سے نبھایا کرتی تھی۔ [illegible] رکھتے تھے مگر چھوٹی امی کے ذاتی کام کسی اور سے کروانا اسے بالکل پسند نہ تھا۔

بچپن ہی سے وہ ماں سے [illegible] اس کی ماں بڑی شدت سے آ رہی تھی۔ آج کل [illegible] بہت پیار ملا تھا مگر شاید ہر رشتے کی محبت کا لمس جدا ہوتا ہے۔ چھوٹی امی نے اسے ماں سے بڑھ کر پیار دیا تھا تو دادی کی چاہت کی کوئی حد ہی نہ تھی مگر پھر بھی تائی جان کے [illegible] احساس جاگ اٹھتا تھا۔ ان کے وجود سے ایک ایسی مہک اٹھتی تھی جو اس کی وحشتوں کو سکون دے دیتی تھی۔ بے کلی

جب ہوش سنبھالا [illegible] قلب کو چند لمحوں کے لیے [illegible] کرتی تھی وہ [illegible] زندگی کا حاصل لگتے تھے۔ چھوٹی امی کی یہ بے ریا محبت ہی تھی جو وہ اس کے چہرے کے رنگوں سے اس کی خواہشوں اور احساسات کو جانچ لیا کرتی تھیں۔ انہوں نے کہا بھی تھا کہ وہ تائی سے مل کر آ جائے بہت دن ہو گئے ہیں انہیں ملے ہوئے۔ مگر ہر بار وہ ان کی وجہ سے مسکرا کر ٹال گئی تھی۔

"خولی آج خالہ (تائی جان) کے ہاں چلی جاؤ کافی دن ہو گئے ہیں۔ وہ بھی انتظار کر رہی ہوں گی میری طبیعت اب پہلے سے بہتر ہے پھر بچیاں [illegible] رہتی ہیں۔ دونوں بھابیاں بھی کام سے فارغ ہو کر آ جاتی ہیں۔ [illegible]"

"چلی جاؤں گی مگر کچھ دن بعد آپ کی طبیعت ذرا اور بہتر ہو جائے۔" [illegible]

"میں [illegible] جانتی ہوں تمہارا ابھی دل [illegible] میری وجہ سے برداشت کر رہی ہو۔ [illegible]"

"امی جان آپ کو کبھی غیروں کے نازنخرے اٹھانے سے فرصت ملے تو ایک آدھ نظر [illegible] بھی ڈال لیا کیجیے۔" تابش [illegible] وہاں کا منظر دیکھ کر [illegible] اس لڑکی کو اہمیت دیتی ہیں۔

"ماشاءاللہ [illegible] قد ہو گیا ہے مگر بچپنا نہیں گیا تمہارا [illegible]" وہ مسکرا کر بولیں۔

"سوری امی آج مجھے جلدی آفس جانا ہے اور۔۔۔" "کوئی بات نہیں [illegible]

جائے گا مجھے۔" وہ کون سا اس کے ساتھ جانے کو مری جا رہی تھی۔ تیزی سے اس کی بات قطع کر کے بولی۔

[illegible] وہ [illegible] کچن میں اس کے لیے ناشتہ لینے چلی گئی۔

"مگر اس گھر میں کوئی کام [illegible] نہیں ہے۔"

وہ ناشتہ لے کر آئی تو [illegible] اس کی سماعت سے ٹکرائی اور فوراً ہی اسے یاد آیا کہ [illegible]

"کیا ہوا بیٹے ایسے کیوں غصہ کر رہے ہو؟"

"کالر کا بٹن غائب ہے۔"

"اس میں اتنا غصہ ہونے کی کیا بات ہے لاؤ میں لگا دوں۔"

"اپنی لاڈلی کو کچھ مت کہیے [illegible] میں نے کتنی مرتبہ کہا ہے [illegible] پہلے سے تیار رکھا کرے۔ [illegible]"

"خاموش رہو۔۔۔ اس قدر کام کرتی ہے بچی اگر کچھ رہ جاتا ہے تو کوئی حیرت کی بات نہیں [illegible]"

"لاؤ یہ شرٹ دیں۔"

"ایسے ہی لگا دو اب میں تمہارے لیے شرٹ اتارتا رہوں؟" اس نے قریب آ کر خاموشی سے بٹن لگانا شروع کیا۔ [illegible]

سے اونچا تھا مگر اس کے مقابل کار عب حسن لگانے کے
لیے اسے ایڑیوں کے بل کھڑا ہونا پڑا تھا۔ وہ ایسے اکڑا
کھڑا تھا گویا اس کی سات پشتوں پر احسان عظیم کر رہا ہو
البتہ لگا ہے اکڑنے لگا ہیں اس کے کھڑا ہیں چہرے پر بھی
اول لپتا تھا۔ پہلی دفعہ وہ اس کے اس قدر قریب کھڑی
تھی۔ عجیب بوکھلائی گھبرائی جھنجلائی جھنجلائی سی۔ اس کی
سانسوں کی گرماہٹ وہ اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا۔
یک دم ہی اس نے ناک پر ہاتھ رکھ لیے تھے جب اس
نے حسب عادت دانتوں سے ناخن کترنا شروع کیا تھا۔
"کثیف...... اُف تم دانت برش نہیں کرتی۔ اُف کس قدر
بو آ رہی ہے۔" اس نے شکر ہے کے طور پر تضحیک بھرا طنز
مارا تھا۔
"کو میرے دانتوں سے کیوں آپ کے کثرت مزاج
سے عاری ہیں تھے" وہ بھی اسی انداز میں بولی۔
"چھوڑو بیٹی کیوں خون جلاتی ہو اس کی تو عادت
ہے فضول بکواس کی۔ تم جلدی سے فیضان کو فون کر کے
بتا دو کہ جلدی آ جائے تب تک تمہاری تیاری ہو جائے
گی۔" امی نے ہمیشہ کی طرح اس کا جھگڑا ختم کرایا تھا۔
اسی خاموشی میں ہوئی تھی کہ فیضان سلام کرتا ہوا اندر
داخل ہوا اسے دیکھتے ہی چہرے پر تازگی سی آگئی سے دیا۔
"سلام کیا اور شیطان حاضر..." اس نے جھک کر
چائے کی ٹرالی کو بطور خاص جھکایا۔
"آؤ... آؤ بیٹا انشاء اللہ عمر دراز ہے تمہاری ابھی ہم
تمہارا ہی ذکر کر رہی تھی۔" امی نے سلام کے جواب میں
اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خوش دلی سے کہا۔
"ٹھیک تو امی [illegible] ہو جاتی
ہے۔" وہ [illegible] جابر سے
ہاتھ ملانے لگا۔ [illegible] کی آفر کی تھی۔ لیکن
[illegible] اس نے صرف چائے ہی پی اس نے۔
"دادی جان بہت یاد کر رہی ہیں تم کو انہوں نے
اسے لینے کے لیے بھیجا ہے۔"
"بس لے جاؤ بیٹی جلدی تیار ہو کر آ جاؤ۔" مگر وہاں

سے کمرے میں چلی آئی تو پیچھے پیچھے جابر بھی چلا آیا۔
"جلدی واپس آ جانا۔ کہیں رات کو رک جاؤ دادی کی
طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"
"شکریہ...... مجھے احساس ہے کہ دادی کی
طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"
اس سے بات کرتے وقت اس کا لہجہ ایسا ہوتا تھا
جیسے کوئی شہنشاہ [illegible] کو بڑی حقارت سے حکم دے
رہا ہو۔ یہی بات اسے سلگا کر رکھ دیا کرتی تھی۔
"واہ! تمہارے احساسات کے کیا کہنے۔" وہ
مسکراتا ہوا باہر نکل گیا اور وہ [illegible]
آواز میں دروازہ بند کر دیا۔
☆☆☆
نانی جان بہت پر جوش انداز میں اس سے ملیں۔ [illegible]
دیر تک اسے سینے سے لگا کر [illegible]
انگلیاں دھیرے دھیرے [illegible]
رہیں۔ فوراً بعد گھر کے لوگوں کا حال پوچھنے لگیں۔
"بہت یاد آ رہی تھی تمہاری گر میں جانتی تھی ان
دنوں آصفہ کی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے
تمہیں بلوایا نہیں مگر رات سے طبیعت اس قدر گھبرا رہی
تھی کہ میں نے فیضان سے کہہ کر تمہیں بلوا لیا..."
انہوں نے سوہن حلوہ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔
"چھوٹی امی تو کبھی بھی [illegible] اصرار کر رہی تھیں [illegible] اچھا
نہیں لگا [illegible] تکلیف میں چھوڑ کر آنا آج بھی وہ [illegible]
تھیں کہ فیضان [illegible] گیا..." اس نے مزے سے حلوہ سوہن
کھاتے ہوئے کہا۔
"ہاں اللہ خوش رکھے اس کو بہت خیال رکھتا ہے میرا
ورنہ گھر والوں کے لیے تو میرا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ تمہاری
ممانی نے دونوں بیٹیوں کی بات پکی کر دی ہے کئی بار ان
کے سسرال والے آئے ہیں مگر مجال ہے جو ایک بار بھی
مجھ سے ملوایا ہو..."
ان کے آزردہ لہجے میں گھر کی بزرگ ہونے کے
باوجود [illegible] بول رہا تھا۔

"نانی جان! کیوں دکھی ہوتی ہیں۔ ان کے رویے تو
شروع سے ہی ایسا ہے۔" جو ان کا احترام کرنے کی
بجائے نانی جان کو اپنے گھر سے [illegible] نہ ہوئی اور نہ ہی
انہوں نے اپنے بچوں کو تمیز و آداب سکھائے فیضان کی
کی دعا سے [illegible] گیا۔"
بہر حال وہ آج جو بو رہی ہیں [illegible] کل کاٹیں گی اس
دنیا میں مکافات عمل بہت جلد شروع ہو جاتا ہے۔ اس
میں زیادہ قصور [illegible] کا ہے تمہیں ماں کی فکر [illegible]
خیال ذرا بھی نہیں ہے۔"
"میں سوچتی ہوں کیوں کر [illegible] کیوں۔ اس وقت کا
[illegible]
احساسات [illegible]
میں نے قدرت کے اصولوں [illegible]
[illegible]
قدرت [illegible]
پیدا انسان کے لیے [illegible] ہوتے ہیں جن
کے حصول کے لیے [illegible] اگر ہم [illegible]
ہیں تو مطلب ہماری کے اندر تو [illegible] آنکھیں
بدل لیتے ہیں۔"
"چھوڑو ان باتوں کو میں بھی بے وقوف ہوں کیا باتیں
لے کر بیٹھ گئی۔" [illegible] احساس ہوا کہ
اسے [illegible] بات کرنا چاہیے۔
"میں نے محسوس کیا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] کی اوقات [illegible] آپ انہوں کے
ہوتے ہوئے اس تنہائی [illegible]
اسے ان کا [illegible] کر رہا تھا [illegible]
کی موجودگی میں [illegible]
بھی [illegible]
[illegible]

دیکھ کر کام کرتے ہیں۔ گھر والوں کی عدم دلچسپی والی پرانی
نے ان کے حوصلوں کو بھی ہوا دی تھی۔
"جا کر ممانی کو سلام کر آؤ ورنہ وہ ناراض ہوں گی کہ تم
ابھی نہیں آئیں۔" [illegible]
"ان کی ناراضگی کی آپ پروا کرتی رہیں مجھے نہیں
[illegible] انہیں بھی توفیق نہیں ہوتی کہ فون کر کے خیریت
ہے۔ معلوم کرلیں [illegible] کیوں نہیں رہی۔"
"جیسے [illegible] اپنی روایات ترک نہیں کرتے تو ہم
کیوں ان کی خاطر اپنی اچھائی چھوڑیں۔" انہوں نے
ملامت سے اسے سمجھایا تو وہ ان کے خیال سے اٹھ ممانی
اور ان کی دونوں بیٹیوں سے ملنے چلی گئی مگر ملازم سے
معلوم ہوا کہ وہ تینوں ہی شاپنگ کے لیے باہر گئی ہوئی ہیں اور
ان کی واپسی کا کچھ معلوم نہیں۔ [illegible] ملال کی گہری لکیر ان کے
اندر تک اتر گئی یہ سوچ کر کہ انہوں نے نانی جان کو مطلع
تک کرنا گوارا نہیں کیا تھا [illegible]
[illegible]
کے پاس پہنچی تو [illegible]
"کیا ہوا؟" اسے [illegible] واپس آتے دیکھ کر
نانی نے استفسار کیا۔
"وہ کہیں باہر گئی ہیں۔" اس نے بدمزگی سے [illegible]
ہوئی [illegible] بتایا۔
"ہاں بھئی اپنی مرضی کی مالک ہیں۔ یہی احسان کیا
کم ہے کہ انہوں نے مجھے اپنے گھر میں ٹھکانہ دیا ہوا ہے ورنہ
دونوں [illegible]
میں یاد [illegible] ہیں۔"
اس نے حیرت سے نانی کو دیکھا جن کے لہجے میں
ملال [illegible] تھی۔
"آپ کی [illegible] آپ کو [illegible] مقام دیا ہے۔
ورنہ یہ گھر تو آپ کا ہے [illegible]
پوچھ نہیں [illegible] ماموں کو اپنے بزنس سے فرصت لے
تو [illegible] سال میں [illegible]
میں گزرتے ہیں۔ [illegible] مسائل کو سمجھانے

sameenanazeer
FriendsKorner

میں۔" بیڈ سے بچھی چادر اتار کر وہ دھلی ہوئی چادر بچھاتے ہوئے بولی۔
"تم تو کن دھندوں میں لگ گئی ہو [illegible]"
"آپ ظہر کی نماز پڑھ لیں میں اتنے میں کمرے کی صفائی کر لوں گی پھر کھانے سے فارغ ہو کر نماز ادا کروں گی۔" وہ تکیے پر غلاف چڑھاتے ہوئے بولی۔
"رضوان کا فون آیا تھا؟" انہوں نے آہستگی سے دریافت کیا۔ اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ کمرے میں یک دم گہری خاموشی چھا گئی۔
"مصروف ہو گا بیوی بچوں میں پھر باہر سے [illegible] محنت کرنی پڑتی ہے جب کہیں جا کر دو پیسے کماتے ہیں۔" اس خاموشی کو خالہ جان کی آواز نے توڑا۔
"کروڑ پتی بیوی سے شادی انہوں نے دو پیسے نہیں کروڑوں کمانے کے لیے کی تھی۔ ان جیسے مردوں کو محنت کی عادت نہیں ہوتی۔" اس کے لہجے میں نفرت تھی۔
"بری بات اس طرح نہیں کہتے باپ ہے تمہارا۔"
"پلیز نانی جان ابھی ان کا نام سننا پسند نہیں کرتی ان کے ہوتے ہوئے بھی میں یتیموں کی طرح رہ رہی ہوں۔" بمشکل اس نے اپنے آنسو ضبط کیے تھے۔
نانی جان کے نماز سے فارغ ہونے تک وہ بھی کمرے کی صفائی سے فارغ ہو گئی تھی۔
"چلو کچن میں چل کر دیکھتے ہیں کیا پکا ہے۔" نانی اس کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہوئے بولیں۔ اسی دم فیضان کمرے میں داخل ہو کر بولا۔
"آپ کی پسندیدہ تمام ڈشز میں ہوٹل سے لے آیا ہوں [illegible] ٹیبل پر لگا رہی ہے۔ آپ لوگ چلیں بہت سخت بھوک لگی ہے۔"
"کتنا دکھ ہوا ہے مجھے یہاں نانی جان کی حالت دیکھ کر تم [illegible] معمولی سا خیال [illegible] اپنی ذمے داری سے [illegible] ہو گئے ہو؟" کھانے سے فارغ ہو کر اس کی فرمائش پر وہ کافی بنانے کچن میں آئی تو فیضان سے کہنے لگی۔

"کیا ہوا [illegible] خاصی ناراض لگ رہی ہو؟"
"خیر مجھے کہاں حق پہنچتا ہے تم سے ناراض ہونے کا۔"
"میں تو اپنے سارے حقوق تم کو سونپنے کو راضی ہوں مگر تم ہی [illegible]"
"شٹ اپ میں سنجیدہ ہوں کتنے افسوس کی بات ہے جس گھر میں ملازموں کی تعداد گھر کے افراد سے زیادہ ہو وہاں ایک معمر خاتون کے کمرے میں گرد [illegible] کمرے میں بے ترتیبی [illegible] اور کسی کو پروا بھی نہ ہو۔" [illegible]

[illegible]

"یوں تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو [illegible]"
[illegible] تم نے اقرار تو کیا۔" اس کی شرارت پر وہ بھی مسکرا دی۔

☆☆☆

"نورا آج چائنیز لے کر چل رہی ہو ڈنر کرانے؟" تانیہ نے جھجکتے اس سے پوچھا جو تیسرے دن خود کو [illegible] رہی تھی۔
"کیوں؟ کس خوشی میں؟"
"خوشی میں کیوں [illegible] بھئی یاد کرو آج تمہارے پسندیدہ ہوٹل کے بیرے کا سوئم ہے۔ کیا اس کے لیے ایصال ثواب نہیں کرو گی اور آج اس کے سوئم کا کھانا نہیں کھلواؤ گی۔" وہ حیرانی سے اسے [illegible] بولی۔
"بکواس نہیں کرو۔" وہ غصے سے [illegible] بولی۔

"بکواس کی کیا بات ہے برسوں سے تم نے [illegible]
[illegible]

☆☆☆

[illegible]

"کل رات رضوان کا فون آیا تھا۔" [illegible]
"اچھا [illegible] کیا کہہ رہے تھے؟"

"[illegible] کاروبار کی مصروفیات کی مجبوریاں۔"
"صاف صاف کیوں نہیں کہتے کہ اس چڑیل کے چنگل سے آزادی نہیں ملتی۔"
"رضوان کے لیے ایسی عورت ہی ٹھیک ہے [illegible]"

[illegible]

sameenanazeer
friendsKorner

بے رخی و سنگدلی کا شکار ہو کر اس کی بیوی شادی کے دوسرے
ماہ میں ہی دنیا چھوڑ گئی تھی اور اب ماں کی سزا بیٹی کاٹ
رہی ہے۔ وہ سوچ رہی تھی۔ تائی اور چچی کی گفتگو بخوبی
اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

"دیں کہتے تھیں اس سال ہو گئے یہاں سے گئے ہوئے آ کر ایک بار شکل تو دکھا جاؤ۔ تو معلوم ہے کیا جواب ملا؟"

"ہاں.... کیا جواب دیا رضوان بھائی نے؟" چچی پر اشتیاق لہجے میں بولیں۔

"کہنے لگے بھائی فرمان کے بیٹے جاشیر کو دیکھ لیا کیجئے جب بھی میری یاد آئے وہ بالکل میری کاربن کاپی ہے بلکہ جاوید میں مجھ سے بھی آگے نکل گیا ہے۔"

"ہائے اللہ کرے جوں کی پرچھائیں بھی جاشیر پر پڑے۔" چچی نے فوراً کانوں کو ہاتھ لگا کر ہول کر کہا تو وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ آئی۔

"ارے.... سنو.... ہاف اسٹوری اچھا بات سنو...."
وہ ابھی گہری نیند میں اونگھ رہی تھی کہ جاشیر کے زور زور سے چیخنے پر بمشکل اٹھ کر بیٹھی۔

"کافی... چائے... لاؤ... ساتھ کچھ کھانے کو بھی۔"

"سارے دن کی تھکی ہوئی ہوں ابھی تو... میں کوئی کام نہیں کروں گی۔" اس نے غصے سے کہا اور کمبل کھینچتے ہوئے دوبارہ لیٹنا چاہا مگر دوسرے ہی لمحے اس نے کمبل کھینچ کر بڑی مضبوطی سے اس کا بازو پکڑ کر بیڈ سے کھڑا کر دیا گویا وہ کوئی بے جان گڑیا ہو.... امی جان کی نیت بدل ہوئی تھی جاشیر نے اس موقعے سے مکمل فائدہ اٹھایا۔

"دس منٹ میں سب تیار کر کے لاؤ۔" اس نے اس کو کچن میں لا کر ہی چھوڑا تھا۔

"میں ملازمہ نہیں ہوں تمہاری جو وحشت بے وقت تمہارے احکامات کی تعمیل میں جتی رہوں گی۔" اس قدر سردی میں میٹھی نیند اور گرم بستر چھوڑنے پر اس کا غصے سے برا حال تھا۔

"ملازمہ نہیں، نوکرانی تو ہو آخر تمہارا پورا خرچہ برداشت کرتا ہوں اپنی محنت کی حلال کی کمائی سے....."
وہ بنا آئی منہ پھٹ انگلیف وہ حد تک صاف گو تھا۔

اس کا سارا نشہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ آج جس قدر کڑوا ہوا ہے اس قدر ہی بازدن بھی۔ اس کا طنز سنسناتے تیر کی طرح اس کے قلب میں پیوست ہو گیا تھا۔

یہ حقیقت تھی کہ کر دی ہی باپ کے ہوتے ہوئے وہ اس مغرور اور بد دماغ کے ٹکڑوں پر پل رہی تھی۔ پھر اسے کسی اعتراض کا حق کہاں حاصل تھا۔

وہ ایک دم ہی خاموش ہو گئی تھی۔ بے آواز آنسو گلابی رخساروں پر موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگے تھے۔ جاشیر نے گہری نگاہوں سے اس کے نکھرے نکھرے بالوں کے درمیان گلابی چہرے کو دیکھا تو اس کے بولنے کے باوجود آنسو اس کی نگاہوں میں... وہ نہایت بے دلی سے بجاتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

☆☆☆

شام کی چائے پر ان سب لڑکیوں نے مل کر خوب اہتمام کیا تھا۔

گھر میں خوب محفل جمی ہوئی تھی بڑی امی کی تینوں بیٹیاں شہزادہ، نیرہ، شیبا اپنے بچوں سمیت چند دنوں کے لیے پہنچ آئی تھیں۔ چھوٹی پھپھو کی بیٹی سویرا جس کی شادی کچھ ماہ قبل ہوئی تھی وہ بھی آئی تھی۔ کافی دل گرفتہ اور پریشان پریشان سی۔

تین چار ماہ قبل تو بہت مسرور اور شاداں فرحاں سی وہ بیاہ کر آئی اور سسرال جاتی تھی شادی کے اولین دن تھے۔ پیار، محبت، یگانگت، خلوص کے پھولوں کی مہکار ہر طرف ہی محسوس ہوتی تھی۔ شوہر اس کا دیوانہ تھا تو ساس نندیں جان چھڑکتی تھیں۔

مگر جان چھڑکنے اور دیوانگی کا یہ وقفہ بہت مختصر ثابت ہوا اور پھر پکنے سے ہی ان کے مزاجوں پر چڑھی قلعی خود ہی اتر گئی۔ اب ان کی بدمزاجی و بدصورت روز روز کی وہ مسلسل تھی۔ شوہر بھی ماں کی شان میں کوئی گستاخی کر کے اپنی عاقبت خراب کرنا نہیں چاہتا تھا۔ سویرا وقت

دونوں کی تربیت نگاہوں اور بیچ ونستیوں کا شکار تھی۔

آج صبح تو اس کی جہد کی انتہا ہو گئی جب چھوٹی نند نے معمولی سی بات پر اس سے نہایت بدتمیزی سے زبان درازی کی اور اس دوران ساس صاحبہ (جو ہر وقت یہ الاپ الاپتی پھرتی ہیں کہ ان کی بیٹیاں معصوم و بے زبان ہیں) خاموشی سے بیٹی کی زبان کے جوہر ملاحظہ کرتی رہیں۔ مجال ہے جو ذرا سے سرزنش کی ہو بڑی بہو سے زبان چلانے پر۔ جب اس نے اپنے بارے میں صفائی دینے کی کوشش کی تو ساس اور دوسری نندوں نے مل کر وہ واویلا مچایا کہ کاشف گھبرا کر کمرے سے باہر آیا تو بیوی کی آنکھوں پر منتظر تھا۔ ماں اور ساری بہنیں آنسو بہا رہی تھیں اور سویرا کھڑی [illegible]

[illegible] کہ جس لڑکی کے دل میں اس کی ماں بہنوں کے لیے جگہ نہیں اس لڑکی کے لیے اس کے گھر میں جگہ نہیں ہے اگر واپس آنا ہے تو اس کی ماں بہنوں سے معافی مانگے اور آئندہ وہ ان کی گستاخیاں کرنا تو خواب میں بھی نہ کرے..... ورنہ بھی واپس آنے کے خواب بھی نہ دیکھے۔" وہ بہت سنگدلی سے کہہ کر چلا گیا تھا تب سے اب تک رو رو کر اس کا برا حال تھا۔

اور ستم یہ تھا کہ دادی جان اس کی ایک بات ماننے کو تیار نہیں تھیں۔

"دادی جان! ایذا زیادتی ہے۔ ساس صاحبہ بھی کیا بدتمیزی کے بعد جو اس کی حمایت میں بیٹے کو مجھ سے لڑا سکتی ہیں اور آپ کہہ رہی ہیں کہ میں خود ہی چلی جاؤں اور ان سے اس خطا کی معافی مانگوں جو مجھ سے سرزد ہی نہیں ہوئی۔" سویرا سخت برگشتہ تھی۔

"سسرال ہمیشہ لوہے کے چنے ثابت ہوتی ہے جن کو تکلیف و اذیت کے باوجود چبانا پڑتا ہے۔

"اپنے حسن اخلاق اور انتھک محنت سے ہی سب کو گرویدہ بنایا جا سکتا ہے۔ زیادہ کام کر کے... زیادہ کر لینے سے اور وہ باتیں کسی کی برداشت کر لینے سے تمہاری ہی عزت بنے گی آج نہیں تو کل وہ خود تمہاری خوش مزاجی و اپنائیت کے معترف ہو جائیں گے۔" دادی جان کے سمجھانے میں نرمی کے ساتھ خلوص اور بے لچک انداز تھا۔

"مجھے ان کا دکھ نہیں ہے دادی جان مگر کاشف کی بے اعتنائی و بزدلی نے میری عزت نفس اور وقار کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے۔ اعتماد اور مان کو پل پل توڑا ہے۔ وہ کس طرح ان کی باتوں میں آ کر مجھے چھوڑ گئے اور اب تو مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ گھر واپس کیا وہ بھی آ کر رات دن گھر کے کاموں میں مصروف نہیں رہتی تھی؟ کیا وہ ماں بہنوں کے مزاج سے واقف نہیں تھے؟" ساس نندوں سے زیادہ کاشف کی بے مروتی کا دکھ تھا۔

"اچھی بات ہے۔ کاشف گھر کا بڑا بیٹا ہے۔ اس پر ذمے داریاں بھی زیادہ ہیں۔ سعادت مند اور نیک اولاد خوش نصیبوں کو ملتی ہے۔ تمہیں ایک دن پہلی رات ہی گئی ماں کی حکمرانی کب تک چل سکتی ہے۔ ایک دن سب گھر تمہارا ہی ہو گا۔ آخر کیوں بے صبری بن کر خود بھی گناہ کی مرتکب ہو رہی ہو اور میاں کو بھی گناہ گار کر رہی ہو۔"

"ہیں.... یہ کیا کہہ رہی ہیں دادی جان؟" لڑکیاں حیرت سے بول اٹھیں۔

"دیکھو! اگر کاشف اس کی حمایت میں ماں بہنوں سے لڑتا تو گناہ گار نہیں ہوتا؟ جب کہ ماں کے ساتھ بلند آواز میں بات کرنا بھی منع ہے۔"

"بہو کے ساتھ زیادتیاں کرنا، حق تلفی اور لڑائی جھگڑا کرنا، چھوٹی نندوں کا زبان چلانا، بدتمیزی کرنا یہ سب تو حدیث میں آیا ہے.... وہ بول پڑی۔

"لاحول ولا قوۃ! توبہ کرو لڑکی کیوں بدعت کا شکار ہوتی ہو... بات تو ہمارے مذہب کا حصہ ہی نہیں

sameenanazeer
FriendsKorner

ہے۔ یہ ساری بات ہوتی ہے خاندانی وقار اور گھریلو تربیت اور اس بات کا احساس تمہاری ساس کو اس وقت ہوجائے گا جب ان کی بیٹیاں سسرال میں جا کر اپنے زبان کے کانٹوں سے دوسروں کو لہولہان کریں گی تو کہاں انھیں پچھتاوے کی اور اس وقت صرف پچھتاوے ہی انھیں حسرت سے گھیرے کھڑے ہوں گے۔"

"کیسے بے حس اور بے ضمیر لوگوں کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب بھی وہ چاہیں گی کوئی کہانی بنا کر اپنی بیٹیوں کو مظلوم اور دوسروں کو ظالم ثابت کر دیں گی بس۔۔۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس گھر میں جب تک نہیں جاؤں گی تب تک کاشف الگ گھر نہیں لے لیتے۔"

"خاموش رہو۔۔۔ ہماری زندگی میں تمہیں فیصلے کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے۔ تمہیں گھر جانا ہے یہ ہمارا حکم ہے۔ خوشی خوشی جاؤ تو اس گھر کے دروازے تم پر ہمیشہ کھلے مگر لڑ جھگڑ کر آنے والی بیٹی کے لیے یہ دروازے بند رہیں گے۔"

دادی جان اپنا حکم سنا کر چلی گئیں۔ کمرے میں ایک دم خاموشی چھا گئی صرف سویرا کے رونے کی آواز ماحول کو بوجھل اور اداس کر رہی تھی۔

"ہمارے گھر کے بزرگ ابھی بھی سو سال پہلے کی ذہنیت رکھتے ہیں۔ وفا شعاری و خدمت گزاری سب کچھ کر کے بھی [illegible]"

☆☆☆

آج آفس سے وہ جلدی لوٹ آیا تھا۔ اپنے پورشن میں قدم رکھتے ہی پلاسٹک میٹ پر براجمان ادھر ادھر بچوں کو اسکول ورک کرتے دیکھ کر وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ بچوں نے بھی پڑھائی سے دھیان ہٹا کر چند لمحے اس کی جانب دیکھا پھر دوبارہ مصروف ہو گئے۔

"ہیلو بیٹا! آپ یہاں کس سے ٹیوشن لینے آئے ہو؟" اس نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر پانچ سالہ بچی سے استفسار کیا۔

"مکھولہ مس سے۔" بچی نے شرما کر جواب دیا۔ اس

کاشف نے اس کے اندر توہین و تذلیل کی آگ بھڑکا دی تھی۔ غصے و رنج سے اس کا چہرہ سرخ انگارہ بن گیا تھا۔ بہت ضبط کے ساتھ اس نے بچوں کو روانہ کیا اور اندر کی سمت بڑھتے ہی [illegible] آ گئی۔

"اوہ۔۔۔ بچے کہاں گئے؟" اس نے حیرانی سے دریافت کیا۔

"جہاں سے آئے تھے۔۔۔" لہجے کی غراہٹ اور آنکھوں کی سرخی پر سہمے [illegible] اس کا دل کانپ اٹھا تھا۔ "مگر تم بھی [illegible] نہ معلوم اس نے بچوں سے ہی کیا کہہ کر بھیجا ہے اس لیے حوصلہ بلند کر کے پوچھا۔

"کیوں؟ ابھی تو انھیں ہوم ورک کرنا تھا۔"

"تمہیں یہ حق کس نے دیا کہ تم میرے گھر کو ٹیوشن ہوم بناؤ اور میری تذلیل کا سامان کرو۔"

[illegible]

"بچوں کو تعلیم دینا عزت و وقار کے منافی کب سے ہو گیا؟" "اس کے تم مجھے میں کیا بتاؤں گی۔"

"تمہارے اس [illegible]

[illegible] ہم پر مسلط کی گئی ہو۔۔۔ کیا کہیں گے لوگ کہ ایک لڑکی کا بوجھ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔ وہ لڑکی بچوں کو ٹیوشن دے کر اپنا خرچ چلا رہی ہے۔ کیا یہی اوقات ہے ہماری؟" اس کا غصہ جنون کی حدوں کو چھو رہا تھا اس کی اونچی آواز اندر تک پہنچ چکی تھی۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ گھر میں دادی جان اور چھوٹی امی کے علاوہ اور کوئی نہ تھا جو اس کی اونچی آواز کی گرج میں آ گئی تھیں۔

"کیا ہوا؟ کیوں آتے ہی بچی کے پیچھے پڑ گئے ہو؟ کیوں ناراض ہو رہے ہو؟"

"دادی جان! آپ لوگوں نے بچی بچی کہہ کر اس کو سر پر چڑھا رکھا ہے۔ کس نے اجازت دی ہے اسے کہ یہ ہمارے گھر میں بیٹھ کر ہماری عزت کا جنازہ نکالے؟"

"یہ تم نے کیا ہمارا گھر ہمارا گھر لگا رکھا ہے؟ یہ گھر جتنا تمہارا ہے جتنا دوسروں کا ہے اتنا ہی حق اس کا بھی اس گھر

sameenanazeer
FriendsKorner

کرے۔ یہ بات خوب ذہن نشین کر لو اور کیا معیوب بات کر دی میری بچی نے جو تم یوں آپے سے باہر ہو رہے ہو۔" پھوپھی امی اپنی موجودگی میں اسے ایک گرم نگاہ سے نہ دیکھنے دیتی تھیں۔ اس وقت دھیرے دھیرے کانپتا وجود ہے یا شاید ضبط سے سپید پڑتا چہرہ اور بھیگی بھیگی آنکھوں سے چھلکتا خون ان کو تڑپا گیا۔ آج واحد میں خود کو بیٹے سے الگ کر کے اس سے سخت لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

"اس کے آگے آپ نے کبھی مجھے سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ کس چیز کی کمی ہے اسے کیا چاہیے۔۔۔ اسے؟ کون سے اخراجات پورے کرنے کے لیے اس نے ٹیوشن دینی شروع کی۔ اسے روپوں کی ضرورت تھی تو آپ سے یا مجھ سے کہتی [illegible]

[illegible] ہماری عزت کو [illegible]

[illegible]

ایک گھنٹے بعد وہ گرم شاور لے کر کمرے میں آیا تو دادی جان اور چھوٹی امی کو چائے سینڈوچ کے ہمراہ اپنا منتظر پایا [illegible] کیا کرتے تھے وہ خود پر بالکل بھی قابو نہ پا سکتا تھا اب بھی ایسا ہی ہوا تھا لیکن اس بار خرابی کی بجائے اس کی حرکت نے اسے دلی صدمہ پہنچایا تھا۔

"بس نے بھی تمہارا غصہ ٹھنڈا کر دیا ہو گا اور عقل ٹھکانے آ گئی ہو گی آ کر چائے پیو ٹھنڈی ہو جائے گی۔" امی نے ناراض لہجے میں پلیٹ میں چپس، کباب اور سینڈوچ رکھ کر پہلے ساس کو دی۔ دوسری پلیٹ اس کے لیے تیار کر کے رکھ دی۔

"مجھے معلوم تھا آپ کو اس کی طرف داری کرنی ہے مجھے تو ڈانٹ ہی ہے۔" وہ مسکراتا ہوا دادی جان کے برابر میں بیٹھ کر پلیٹ اٹھا کر شوخی سے بولا۔

امی نے کوئی جواب نہیں دیا خاموشی سے فلاسک سے چائے کپوں میں نکالنے لگیں۔

"ایک بالکل معمولی سی بات کو تم نے اپنی انا اور عزت نفس کا مسئلہ بنا لیا ہے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ جانتے ہو وہ لڑکی کتنی حساس اور جھجکی ہے وہ۔۔۔ اور کیوں نہ ہو باپ کے ہوتے ہوئے بھی وہ بن باپ کی ہو گئی ہے۔ یہ تمہاری ماں کا ہی ظرف ہے جس نے اس بدنصیب کو اپنے ممتا کے دامن میں پناہ دے کر ثابت کر دیا کہ انسان اپنے نفس کی راہ پر چلنے سے فرشتہ بن جاتا ہے۔ سگی ماں سے بڑھ کر خیال رکھا ہے تمہاری ماں نے۔۔۔" دادی جان نے پر شفقت لہجے میں سمجھاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ روشن پیشانی، [illegible] آنکھیں اور کھڑی ناک کے نیچے گھنی سیاہ مونچھوں نے اس کی خوب صورتی کو مزید وجاہت بخشی تھی۔ وہ بات کاٹن کے کلف شدہ سوٹ میں اس کی شخصیت اس قدر [illegible] تھی کہ ان کے ذہن میں [illegible] لیکن کردار عادات۔۔۔"

ان کے اندر دور تک [illegible] پھیل گئی۔

ان کی کیفیت سے بے خبر وہ [illegible] رہا تھا۔

"یہی باتیں کر کر کے آپ لوگوں نے ان محترمہ کو احساس کمتری میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس کے ایک ایک [illegible] کو احساس ہے کہ سب اسے اتنا پیار دیتے ہیں کہ اتنا شاید اس کو اس کے والدین بھی نہیں دے سکتے تھے۔ اس کی ہر بات ہر خواہش ہر ضرورت پوری کی جاتی ہے پھر کس ضرورت کے تحت اس نے یہ سب کیا؟"

"عزت نفس اور وقار کی خاطر۔۔۔ کسی ساس کے [illegible] میں بھی بھیک ڈالی جاتی ہے تو اتنے لمحے یہ احساس دلا کر [illegible] کہ ہم تمہیں بھیک دے کر احسان کر رہے ہیں تم ہمارے ٹکڑوں پر زندہ ہو تمہاری ضرورتیں ہم سے پوری ہو رہی ہیں۔ تم ہماری [illegible] کے محتاج ہو۔"

"امی..... امی! اتنی ناراضگی! اتنی خفگی!" اس نے چائے کا مگ اٹھاتے ہوئے حیرانی سے کہا۔ "میں اسے اس گھر کا فرد سمجھتی ہوں، [illegible]" "مگر تم [illegible]"

"نہیں..... تم اس کو صرف ملازمہ سمجھتے ہو ملازمہ اور کچھ نہیں" "وہ کیسی ہے بولیں۔" "اس لیے کہ آج جس قسم کا رویہ تم نے اس کے ساتھ کیا ہے اس حرکت سے ثابت ہو گیا ہے کہ یہ صرف تمہارا گھر ہے، تمہارا اور کسی کی جرأت نہیں ہے اپنی مرضی سے یہاں کچھ کرنے کی۔"

"ہوا کچھ نہیں [illegible]"

"نہیں ایسا [illegible] وہ جان سے پیاری ہے۔ تم نے اس کے [illegible] سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ [illegible] اس کی شکل میں [illegible] کی آنکھوں سے بہنے والے آنسو [illegible]" وہ بھرائے لہجے میں بولیں تو [illegible] احساس ہوا۔

"سوری امی پلیز معاف کر دیں آپ اسے جا [illegible] ہیں اس کا احساس مجھے [illegible] احساس ہوا [illegible]" وہ صوفے سے اٹھ کر [illegible] سے بولا تو وہ [illegible] مسکرا دیں۔

☆☆☆

دن تیزی سے گزر رہے تھے شعبان کا مہینہ شروع ہونے والا تھا۔ اس سب نے مل کر گھر کے کونے کونے کی صفائی کرنا شروع کر دی تھی۔ اور گھر ایک دم سے نکھر گیا تھا۔

نوریہ کے ہاتھ میں [illegible] اس کی من پسند [illegible] میں [illegible] ڈائجسٹ پڑھنے میں مگن تھی۔ گھر میں وہ واحد لڑکی تھی جسے ادب سے اس قدر محبت تھی۔ رسائل اور ماہنامہ ڈائجسٹ سے اسے عشق تھا۔ [illegible] بازاروں میں اسے کوئی ڈائجسٹ والا اسٹال نظر آ جاتا تو وہ سیدھی وہیں پہنچ جاتی اور نئی پرانی ڈائجسٹیں اس کے بیگ میں ہوتیں۔

جنہیں وہ بہت احتیاط سے پیک کر کے شیلف میں [illegible] اور بہت نفاست سے رکھتی تھی۔

[illegible] بہت سلیقہ مند تھی۔ [illegible] فراغت کے بعد اس نے اور [illegible] آج [illegible] کی ہدایت پر [illegible] کر رہی تھیں۔ [illegible]

[illegible] دادی جان انہیں [illegible] سکھاتی رہتی تھیں۔ اس دور میں [illegible] یہاں کی محبت ہی تھی [illegible] نایاب ہنر سکھا رہی تھیں۔

[illegible] کی وجہ سے [illegible] میں [illegible] حسین کے ساتھ [illegible] شخصیت [illegible]

وہ جس طرح [illegible] جلدی اس سے [illegible] اور [illegible]

[illegible] گزشتہ [illegible] سال سے گھر بیٹھی تھی۔ [illegible] اپنی [illegible] کے باعث [illegible] پہلے چھوڑ کر بیٹھ گئی۔ چھوٹی امی کی ذمے داری سنبھالنے کے علاوہ وہ [illegible] کرتی تھی۔

[illegible] اوپر سیڑھیوں پر بیٹھ کر [illegible] تھا۔ دادی جان [illegible] سیڑھیوں [illegible] پسند نہیں تھا۔ صحن میں لگے امرود، جامن اور نیم کے درختوں کا سایہ پوری چھت اور سیڑھیوں پر رہتا تھا [illegible] خیال تھا کنواری لڑکیوں کو درختوں کے نیچے [illegible] نہیں بیٹھنا چاہیے مگر وہ عادت کے باعث [illegible] کر کے عجب سکون میسر آتا تھا۔

شب برأت ان سب نے بہت عبادت میں

کر دی۔ سارا دن حلوے بنانے اور بانٹنے میں گزر گیا تھا دوسرے دن [illegible] سب نے رکھا تھا افطار کا زبردست اہتمام کیا گیا تھا۔ رمضان المبارک کی آمد میں دو ہفتے باقی تھے۔ انہوں نے اس کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ [illegible] گھر میں رمضان کے لیے بالخصوص [illegible] چائے اور [illegible] کر [illegible] تیار اور مصالحے کے ڈبے [illegible] وہ سب [illegible] کے ہمراہ مختلف قسم کی چٹنیاں، چپ اور [illegible] مصالحے بنانے میں لگی ہوئی تھیں۔ [illegible]

[illegible] کے لیے سرخ [illegible] مزاج [illegible]

[illegible] کے بعد دادی جان [illegible] کال [illegible] کے اشارے [illegible] کھولنے کو تیار نہیں تھا۔ دادی کی ذات کا خیال [illegible] گئی تھی۔

"نہیں [illegible] کوئی نہ ہو گا۔" [illegible] فوراً اٹھ کر [illegible] [illegible] گئی تھی۔

"مجھے [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible]"

اس کے چار ساڑھے [illegible] بیگ [illegible]

"[illegible] کی ضرورت ہو گی..... چائے [illegible] معاف کر [illegible]"

کے بیٹے تو جوانوں کا پتہ [illegible] میں اچھی طرح سمجھتی ہوں چلو جاؤ یہاں سے ایک روپیہ نہیں ملنے والا تمہیں یہاں سے۔"

"[illegible] بیٹیں آپ غلط سمجھ رہی ہیں [illegible] ہیں میرے پاس۔" اس نے [illegible] سے پھولا ہوا والٹ نکال کر دکھایا جو [illegible] ہوا تھا۔ "میں نئی نئی [illegible] ہوں....."

"ہاں تو پہلے بولتے نا میں بھی آج کل کے مادرن لفنگے ہیں۔" وہ اسے ساتھ لے کر ڈرائنگ روم میں چلی آئی اور اسے وہاں بٹھا کر دادی جان کو اطلاع دی گئی۔

"کرے [illegible] آپ سے [illegible] اتنی [illegible] ہو" [illegible] دادی جان پریشان لہجے میں بولیں۔

"کرے دادی جان ضروری [illegible] آپ آئے جانے والوں کو اپنی [illegible] سے [illegible] سلیقہ مندی کا مظاہرہ [illegible] وقت صحن کی حالت [illegible] کے قابل نہیں۔"

[illegible] کے کہنے پر وہ [illegible] اور چائے کے ساتھ لوازمات [illegible] ناشتہ [illegible] کرنے گئی۔ [illegible] بادیہ کو بھی [illegible] وضعدار گھرانوں کی مثالیں [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] لیکن اب وقت بدل گیا ہے [illegible] [illegible] اس [illegible] کا دور [illegible]

"میری سمجھ میں نہیں آتا اب وقت بدل گیا ہے تو لوگوں کے مزاج و عادات کیوں نہیں بدلے۔ پہلے یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ساری [illegible] ہوتی ہیں اور نہ ہی تمام ساسیں [illegible] گھر میں بہو [illegible] مزاج ہوتی ہے تو [illegible] ہوتی ہیں اور [illegible] بہو اخلاق و مروت اور [illegible] کے [illegible] ساس [illegible]

sameenanazeer
FriendsKorner

ہے جس کا سویرا شکار ہے۔ ہمارے ہاں ابھی گھرانوں میں ہوتا ہے جہاں لوگ دین و دنیا کی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں یہ معصوم لوگ ہوتے ہیں جو کسی کے غم کا شکار ہو کر معاشرے میں اپنا مقام خراب کرواتے ہیں اور آخرت میں عذاب کے مستحق ہوتے ہیں۔ حقوق العباد سے بے بہرہ ہو کر۔ مجھے سخت غصہ بھی آتا ہے ایسے لوگوں پر اور ترس بھی۔"

☆☆☆

"کوئی بات کرو کیوں اس قدر خاموش ہو؟" فیضان نے کافی پیتے ہوئے اس کی جانب دیکھا سرخ دوپٹہ کانوں کے گرد لپیٹے سوٹ میں اس کی شفاف رنگت دمک رہی تھی۔

سرد موسم کے باعث رنگت میں نکھار آ گیا تھا جو اسے اور بھی حسین بنا رہا تھا۔ اس کی سادگی میں حسن تھا سحر انگیزی تھی ایک بار دیکھنے والا بار بار دیکھنے کی تمنا کرتا تھا۔

مگر وہ اپنے حسن سے بالکل بے پروا رہا کرتی تھی۔ اسے اپنی ذات سے کبھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔

"کوئی بات کرو ناں۔" اس نے سینڈوچ کھاتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

"میں آفس چھوڑ کر تمہیں یہاں لے کر آیا ہوں تاکہ تم انجوائے کرو خوش ہو کر تم..."

"مجھے دادی جان کے پاس ہی رہنے دیتے ان کی قربت میں بہت سکون ملتا ہے مجھے۔"

"کیا یہ سکون کا بہت احساس ہے تمہیں؟ کبھی میرے بارے میں سوچا ہے..."

"نہیں... تمہارے بارے میں سوچنے کے لیے بہت سارے لوگ موجود ہیں۔"

"لیکن تم تو نہیں ہو ان میں..." وہ خفگی سے گویا ہوا۔

"چائے تو ختم کرو جلدی کرو کل سے گھر سے آئی ہوئی ہوں پھوپھو امی بہت یاد آ رہی ہیں۔"

"کافی تو ختم کرو شاپنگ کر کے گھر چھوڑ کر آؤں گا۔"

"پلیز شاپنگ نہیں فیضی۔"

"تم اس معاملے میں نہیں بولا کرو۔" اس کے لہجے میں اپنائیت تھی۔

اس کے منع کرنے کے باوجود فیضان نے خوب زبردست شاپنگ کروائی تھی۔ جب وہ پیکٹس سے لدی پھندی گھر میں داخل ہوئی تو تاشیر سے سب سے پہلے سامنا ہوا تھا۔

اس کے ہاتھوں میں پکڑے شاپرز کو اس نے خاصی سرسری اور ناپسندیدگی سے دیکھا تھا اور اس پر ایک نگاہ ڈال کر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ پھوپھو امی اس سے بہت محبت سے ملی تھیں۔ فیضان اسے چھوڑ کر واپس ہی چلا گیا تھا۔

تاشیر ... ...

"ہاں... دیکھیں... وہ دوسری شرٹ ..."

بھی ابھی شاپنگ ...

"ہاں... اپنے گھر والوں سے بالکل مختلف مزاج ... اگر کیا ہے۔"

"تاشیر آج آفس نہیں گئے؟" اسے اس کی نگاہوں سے خوف آ رہا تھا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں تھی ... دادی جان ... بہت ... رہی تھیں تمہیں ... سلام کر کے آ جاؤ۔"

☆☆☆

پرسکون بہتے سمندر میں گویا ایک بھونچال آ گیا تھا اور ہر طرف افراتفری سی پھیل گئی تھی۔ بائیس سال بعد رضوان حسین کا اپنے لوگوں میں واپس آنا ... وہ بیوی بیٹی سمیت رمضان سے قبل پاکستان آ گئے تھے۔ گھر میں ان کے آنے کی خوشی ... دادی جان اپنی تمام بیماری بھول کر جیسے ان کی تیاریاں کروا رہی تھیں۔

دادی جان کے ... کے بیچ ہوتے اس دو منزلہ گھر

میں اب بھی خاصی گنجائش تھی۔ اوپر کی منزل میں جہاں ... وہیں ایک خالی پورشن ان کے لیے سیٹ ہو چکا تھا ...

...

"تم بھی تیار ہو جاؤ ... ہے نا" چھوٹی امی نے اسے خاموش بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"میرا دل نہیں چاہ رہا جانے کو چھوٹی امی!..."

"کیوں وہ تمہارے ماں باپ ہیں جن سے ملنے کا شوق نہیں ہے۔"

"بائیس سالوں کے ... ایک لمحے میں ... مجھے ان ..."

...

"میری بیٹی ..."

☆☆☆

گھر میں خوب رونق لگی ہوئی تھی۔ رضوان صاحب اپنی بیوی اور بیٹی ماہ رخ کے ہمراہ وطن واپس آ چکے تھے۔

...

سرمئی آنکھیں، سرخ و سپید رنگت اور ڈارک براؤن بال والی سوفی کی خوب صورتی نے ... مزاج ... ساتھ دیکھے جاتے ... تاشیر کے چہرے پر ... رنگ تھے اس کی آنکھوں میں جتنی محبت کی ...

پسندیدہ ہی تھیں۔

رات بھی کھانے کے بعد حسب معمول وہ سوفی کو لے کر کافی پینے باہر گیا تو وہ خود کو گھیر کر بیٹھ گئیں۔ پہلے تو ... بولا۔

"تمہاری قریب کی الجھن کیوں ہو گئی ہے؟"

"ارے... کیسی تم میری نگاہیں ... تو درست کام کر رہی ہیں۔" وہ حیران ہو کر بولی۔

"ہاں... جب ہی تو ہمیں تاشیر کو روز بروز قابو کر رہی ہے۔"

"روز دونوں جاتے ہیں باہر گھنٹوں کے حساب سے اسے لے جانے کے لیے تاشیر کے پاس وقت ہی وقت ہے اور گھر کی ... کے لیے اسے فراغت کا کوئی لمحہ میسر نہیں ... وہ سوفی کے اشاروں پر چلتا ہے۔" تائیہ بھی ...

"تم لوگ کیوں ... ہوا... اس کی مرضی ہے شروع سے ہی اپنی ذات کے حوالے سے کس قدر خود پسند رہا ہے۔ کسی کی مرضی کے مطابق چلنے والا بندہ نہیں ہے وہ اور نہ ہی اپنے معاملے میں کسی کی مداخلت برداشت کرتا ہے۔"

"اوہ... تم تو مقابلے ... تسلیم کر رہی ..."

...

"کیسی باتیں کر رہی ہو... میرا کسی سے کوئی مقابلہ نہیں ہے اور تاشیر کوئی سونے کی انگوٹھی نہیں ہے جسے کوئی چرا لے گا..." وہ اطمینان سے ... ہوئے بولی۔

"وہ تم سے تاشیر کو چھین رہی ہے بے وقوف... بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"وہ میرا تھا ہی کب؟ بچپن سے آج تک وہ مجھے غاصب، لٹیری اور چالاک سمجھتا آیا ہے... ایک ایسا قاتل

sameeranazeer
FriendsKorner

برداشت و ناقابل نفرت وجود جس نے گھر کی ہر شے کے علاوہ اس کی ماں کی چاہت و شفقت میں بھی حصہ بٹورا ہے۔"

"تم ہی تو نہیں سمجھتی میری جان دراصل تمہی نہیں سمجھتی اور از دل شفق تو ایسے ہی ادیبوں کی باتوں میں چھپا ہوتا ہے بظاہر تو وہ..."

"پلیز... پلیز تو یہ نیا تم بھی اپنی اس افسانوی دنیا سے باہر بھی نکلا کرو۔ حقیقت افسانوں سے بہت مختلف اور تکلیف دہ ہوتی ہے۔" اس کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

"اتنی مختلف بھی نہیں جتنی تم سمجھتی ہو اس دور میں افسانے حقیقتوں سے ہی کشید کیے جاتے ہیں۔ اور کسی حد تک ہمیں [illegible] بھی دی جاتی ہے۔"

"چھوڑو اب بس یہ ہوم ورک کہہ رہی ہو... مجھے بتاؤ میرے پیچھے کیوں پڑی ہو؟"

"جاشیر کو سوتی کے چنگل سے نکالو کیونکہ وہ تمہارا نصیب ہے۔"

"واٹ؟ کیا کہہ رہی ہو تم؟" کپڑوں کی تہہ اس کے ہاتھ سے پھسل گئی۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں کل ہی چھوٹی امی دادی جان سے کہہ رہی تھیں کہ وہ جاشیر کے سوتی کی طرف بڑھتے قدم روکیں کیونکہ تم سے ان کی منگنی بچپن میں ہو گئی تھی۔"

"نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ بالکل بے جان انداز میں بیٹھ گئی تھی۔

"مجھے بھی اتفاقاً کل ہی معلوم ہوا ہے۔ ہم سب بچپن سے ہی [illegible] ہو چکی ہیں۔ جاشیر کے نام ہو چکی ہیں۔ [illegible] صاحب مہر لگا چکے ہیں اب تم جاشیر کی امانت ہو میں اور بے چاری تو یہاں رہ گئے ہیں تو ہمارے لیے بھی کوئی نہ کوئی [illegible] آئے گا جلد از جلد انشاء اللہ۔" وہ کھلکھلائی تھی۔

ان سب کی باتیں دوسرے دن ہی سچ ثابت ہوئی تھیں۔ رضوان صاحب کہیں ڈنر پر بیٹی اور بیوی کے ساتھ مدعو تھے۔ جاشیر سوتی کی غیر موجودگی میں خاصا

پژمردہ سا ادھر ادھر چکر لگاتا مضطرب بے سکون سے شکل کو بے چین سا [illegible]

"کسے ڈھونڈ رہی ہو اس دور کے مجنوں جانی کو کیونکہ اس لمحے لیلیٰ کے فراق کے چند لمحے کس قدر جان گسل اور بے مزہ ہیں [illegible] رہو گی؟" پارہ نے اوپر ٹیرس پر ٹہلتے ہوئے جاشیر کی جانب اشارہ کر کے ہنستے ہوئے کہا۔

"بزرگ کہتے ہیں جس منزل پر پہنچنا نہیں اس کا راستہ کیوں ناپیں؟ مجنوں بھی کرتی کے فراق میں صحرا کی خاک چھانے یا فرہاد جس کر شیریں کے حصول کے لیے پہاڑ [illegible] سروکار نہیں ہے [illegible] آئینہ [illegible] کوشش [illegible] آنکھیں [illegible] اس کے قدم [illegible] آنکھیں کھول لیں [illegible] اندر تک اتری چلی گئی اور وہ کافی دیر تک ویران نگاہوں سے چھت کو گھورتی رہی۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باہر خاموشی ہر سمت پہرے لگائے بیٹھی ہوتی ہے مگر اندر کی دنیا میں کہرام برپا ہوتا ہے جذبات و احساسات کی چیخ و پکار سے روح کے تار جھنجھنا اٹھتے ہیں۔ اسی طوفان کی تند و تیز لہروں میں اس کی ذات ڈوب اور ابھر رہی تھی۔ اپنے بارے میں کسی بھی قسم کی خوش فہمی اسے کبھی نہ رہی تھی مگر تھوڑا بہت عزت نفس اور انا کا احساس نہ معلوم کس لمحے اس کے [illegible] ہو گیا تھا جو اس کے سگے باپ نے پل بھر میں چکنا چور کر دیا تھا۔ ان کی آمد پر دادی جان نے بڑے والہانہ انداز میں آگے بڑھ کر بیٹے سے کہا تھا۔

"رضوان اپنی بیٹی کو تو [illegible] ہے [illegible] نصیب ہے۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے اماں!" وہ بے نیازی سے کہہ

کر اس کے سرد چہرے سے ہاتھ دور کر آگے بڑھ گئے تھے جب کہ سوتیلی ماں نے بے تاثر انداز میں اس کے رخسار کو چوم لیا تھا اور سوتیلی نے مصافحہ کرنے پر اکتفا کیا تھا۔ وہ [illegible] گھرانے کی خود سر و مغرور لڑکیاں ہوتی ہیں۔ اسے اپنے حسن پر ناز تھا تو دولت پر از حد غرور۔ گھر کی [illegible] کو اس نے ذرا بھی لفٹ نہیں دی تھی بلکہ لڑکیوں کو بھی [illegible] سارا دن اس کا کمرے میں گزرتا تھا۔ ماں کی از حد لاڈلی تھی۔ رضوان صاحب بھی اپنی ساری شفقت و محبت اس پر لٹاتے تھے۔ سگی بیٹی کو ایک نگاہ پیار سے دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔ جاشیر [illegible] وہ عاشق تھی [illegible] اس سے [illegible] لے بیٹھے وہ اس [illegible] جب باپ ہی [illegible] بھر پور بے اعتنائی اور بے حسی [illegible] بالکل ہی [illegible] اعتبار [illegible] رہا تھا اس کی سنگت میں [illegible] بکھلاہٹ اور پشیمانی کا شکار کر [illegible] کر ساری حیات کا ساتھ [illegible]

وہ سوچوں میں [illegible] کے کمرے سے جاشیر کی تیز آوازیں [illegible] کر ساتھ کھڑی ہوئی۔

"دادی جان! میں نہیں مانتا ان فرسودہ و جاہلانہ رشتوں کو [illegible] بچپن میں منگنی کر دی تھی تو مجھ سے پوچھ کر نہیں کی تھی۔ میری زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی شامل ہو سکتی ہے اور وہ سوتی ہے۔ اور کوئی نہیں [illegible] وہ نہیں تو کوئی اور نہیں! ہرگز نہیں۔" اس کے لہجے میں بھی ہٹ دھرمی اور ضد [illegible] نمایاں تھا۔

"ہوش کے ناخن لو بیٹا! [illegible] فیصلہ [illegible] کا حکم دیا گیا ہے [illegible] ایک ہی لڑکی [illegible] کے لیے اپنی نسل [illegible] کے لیے [illegible] صاحب

اور با اوصاف لڑکی کا انتخاب کر لیا گیا ہے۔ جو سگی بھی [illegible] گھر خراب تو کر سکتی ہیں مگر بسانے کے ہنر سے نا آشنا ہوتی ہیں۔"

"دادی جان! پلیز آپ اس کی [illegible] مت کریں۔ وہ اسکی [illegible] نہیں ہے۔" وہ تڑخ کر بولا۔

"کسی اور کا نہیں تو احساس تو میرا ہی خیال کر لو... کیا وہ لڑکی خود جیسی آرام و راحت سے رکھے گی مجھے؟ بے لوث خدمت کرے گی میری؟ پھر پرائے خون کی خاطر کیوں ہم اپنا خون [illegible] آخر کار اپنا ہی ہوتا ہے۔" چھوٹی امی کی آواز آئی تھی۔

"وہ چچا جان کی سوتیلی ہی سہی مگر بیٹی تو ہے اور میں ای جان خون کے رشتوں سے زیادہ دل کے رشتوں کو اولیت دیتا ہوں ایسے رشتوں کو اہمیت دیتا ہوں جنہیں [illegible] سکون اور مسرت و طمانیت کے احساسات سے سرشار ہے۔ بھلا وہ لڑکی مجھے کہاں مکمل طمانیت و راحت سے لبریز حیات دے سکتی ہے جو خود ادھوری ہے۔ اس کی سوچ احساس [illegible] خواہش ہر [illegible] ادھورا پن ہے۔ جس کی ذات ادھوری ہو وہ میں ایسی لڑکی کو اپنا کر اپنی زندگی کی خوشیوں سے [illegible] ہو سکتا۔" جاشیر کا لہجہ [illegible] اندر کمرے میں اس کے [illegible]

"جاشیر صاحب! اسی خوش فہمی میں رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [illegible] کرنے کے میں خود انکار کرتی ہوں کہ میں تم جیسے [illegible] سے رشتہ جوڑنے [illegible] موت ہے [illegible] خوش قسمتی سمجھوں کی ایک بار [illegible] ہوں میں اس [illegible]" ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نے از حد اطمینان سے کہا تھا۔

اس کی نگاہوں میں ایسی تپش اور لہجے میں ایسی کاٹ تھی کہ چند لمحے [illegible] والا جاشیر اس کے چہرے سے [illegible] جلال [illegible] دیکھتا رہ گیا۔

sameenanazeer
FriendsKorner

چھوٹی امی اور دادی جان بھی دم بخود سی اس کی جرأت دیکھ رہی تھیں۔

"چھوٹی امی! آپ کو میں نہیں چھوڑوں گی میری محبت خدمت دکھاوا صرف اپنی ماں کے لیے ہے۔ بیٹے تو ایک وقت پر بدل جایا کرتے ہیں مگر بیٹیاں تو بوڑھی ماؤں کی خدمت کیا کرتی ہیں۔ بے لوث، بے غرض بغیر کسی لالچ کے۔" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر بولی تو وہ بے اختیار رو دیں۔ جہانگیر خاموشی سے باہر نکل گیا۔

☆☆☆

رضوان صاحب نے بزنس شروع کر دیا تھا اور اپنی فیملی کو لے کر علیحدہ کوٹھی میں شفٹ ہو گئے تھے۔ انہوں نے اماں کو ساتھ لے جانا چاہا تھا مگر ان کی بیگم نے اجازت نہیں دی تھی اور وہ ان کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی چلنے کے عادی نہیں تھے۔

ان کے جانے سے گھر میں سکون کی فضا چھا گئی تھی ورنہ وقت بے وقت کی ان کی فرمائشیں اور مہمانوں، دوستوں کی آمد و رفت نے گھر کے بجٹ کے ساتھ ساتھ ان کی توانائیوں کو بھی کمزور کر ڈالا تھا۔

رمضان المبارک کا رحمتوں بھرا مہینہ شروع ہو چکا تھا۔ سب روزہ رکھنے کے عادی تھے۔ افطار کے وقت خوب رونق ہوتی تھی۔ سب کی فرمائشوں کو مدنظر رکھ کر اہتمام بھی بھرپور کیا جاتا تھا۔ افطاری کا سامان لڑکیاں مل کر تیار کرتی تھیں جب کہ سحری تائی امی اور چچی جان پکایا کرتیں۔

"ستو! کچھ کھانے کو لے آؤ۔ سونی کو بھوک لگی ہے۔" وہ نماز عصر کے بعد قرآن لے کر بیٹھی ہی تھی کہ جہانگیر نے آ کر اس سے کہا۔

"اچھا۔" وہ اٹھ کر کچن میں آ گئی۔ اس دن کے بعد سے ان دونوں کے درمیان گفتگو بالکل نہ ہونے کے برابر رہ گئی تھی۔ وہ پہلے ہی سے اس کا ہر کام تیار کر کے رکھ دیا کرتی تھی اور اس کی بھی کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح اس سے مخاطب نہ ہونا پڑے۔ کبھی از حد مجبوری کے عالم میں ہی مخاطب ہوتا تھا وہ بھی نہایت مختصر انداز میں۔

فریج خاص اشیاء سے بھرا ہوا تھا۔ خود اس نے اس کی پسند کے لحاظ سے فروٹ چاٹ، قیمہ سموسے اور پکوڑے نکال کر گرم کر لیے تھے [illegible] ساتھ ہی [illegible] کر کے ٹرے میں رکھ [illegible] ہو کر [illegible] سے گویا ہوئی۔

"خیریت تو ہے! کون مہمان آ گیا جس کے لیے روزے میں اتنا تردد ہو رہا ہے؟"

"سونی!" اس نے برنر بند کر کے صافی سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

"سونی نہیں اس کا نام تو [illegible] ہونا چاہیے تھا۔ کس [illegible] دادی نے [illegible] نہیں گزری [illegible] ہر روز [illegible] کرتے [illegible] احترام [illegible] کر کے [illegible]

"تم نے ایک بات نوٹ کی [illegible] صرف ایک بار [illegible] اس کے بعد وہ [illegible] کر لیں [illegible] اور انہیں مہمان داری کرنا چاہیے۔" ہادیہ خاصی چڑی ہوئی تھی۔

"کچھ لوگ [illegible] ہیں۔ [illegible] کیسے دیے تھے [illegible] استعمال شدہ [illegible] ایک بار بھی استعمال نہیں کی اور [illegible]"

"بس [illegible] خاموش رہو۔ کیوں اپنا روزہ مکروہ کر رہی ہو [illegible] اس کی باتوں سے پرہیز کیا کرو۔" اس نے ٹرالی [illegible] ہوئے [illegible] کہا۔

"تم [illegible] بول رہی ہو اور اس بات کا خیال تو [illegible] جہانگیر بھائی کو رکھنا چاہیے [illegible] روزے رکھتے ہیں اور [illegible] روزے رکھنے کی فضیلت نہیں [illegible]" وہ انہیں یونہی [illegible] جہانگیر [illegible]

کمرے میں چلی آئی۔

وہ [illegible] صرف [illegible] سونی [illegible] سے اس کے بیڈ پر [illegible] ساتھ [illegible] کچھ [illegible]

[illegible]

معصومی خفگی سے کہا۔
"کیوں اپنی نیکیاں برباد کر رہے ہو؟"
"آپ تو ممانو دادی کے لیے 'بابا' کرنا ہی پڑے گی تم نے تو بڑی جھنڈی دکھا دی ہے۔" اس نے خاصے روٹھے ہوئے لہجے میں کہا تو کمرے میں چھپی ابتسامت دشوتی نے اس کے [illegible] دیکھتے تھے پھر دادی جان نے کافی حیرت کر کے اس کے اندر سکون اتر گیا تھا۔

☆☆☆

گھر میں رونق عروج پر تھی۔ چاروں لڑکیاں اپنی سسرال سے آئی ہوئی تھیں۔ جن میں سویرا بہت خوش اور مطمئن تھی۔ آخر اس کی قربانی شادی اور صبر رنگ لے آیا تھا سسرال میں اسے وہ مقام مل گیا تھا جس کی وہ تمنائی تھی۔ اس کی چھوٹی نند جو اصل فساد کی جڑ تھی اسے اللہ نے ایسی ہدایت دی کہ صرف اس نے اس کی عزت کرنا شروع کی بلکہ ساس جیٹھوں کو بھی راہ راست پر لے آئی۔ گھر کے ماحول مزاجوں کے بدلتے ہی بدلتے ہیں انہیں [illegible] ہوتی تو غلط فہمیاں اور بدگمانیوں کا اندھیرا چھٹ کر محبت و یگانگت کی روشنی پھیل گئی تھی۔ مل کر رہنے کا اصل لطف جب ہی آتا ہے جب ہم ایک چھت تلے رہتے ہوئے ایک دوسرے کی پریشانیاں اور خوشیاں دل سے شیئر کریں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ بڑے چھوٹوں کا لحاظ ادب ہر حال میں کریں اور بڑے بھی چھوٹوں سے شفقت و محبت سے پیش آئیں۔ انھیں بہت پیار سے غلط باتوں سے روکیں۔ [illegible] کریں کہ ہمارے مذہب نے ہمیں یہی درس دیا ہے۔

سویرا خوش تھی دادی جان کی از حد احسان مند تھی کہ انھوں نے بالکل درست موقع پر اسے گائیڈ کیا تھا اگر وہ بھی عام عورتوں کی طرح اسے گھر بٹھا لیتیں اور سسرال کے خلاف کر دیتیں تو وہ کبھی بھی اپنی اصل سسرال میں کامیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اسے خوش دیکھ کر سب خوش تھے۔

عید پر دادی جان نے ثاقب اور حارک کی منگنیوں کا پروگرام ترتیب دیا تھا۔ سو اب دوہری تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ثاقب اور ہادیہ [illegible] میں مصروف تھیں۔ تایا جان چچا جان دادی اور تائی امی اور چھوٹی امی کے ہمراہ نو بجے کے بعد سے معلوم بند کمرے میں کیا مشاورتیں کر رہے تھے جن میں ایک دن تو ثانیہ نے بھی شرکت کی تھی۔

☆☆☆

"کیا بات ہے ڈیئر بہت خاموش ہو کوئی پرابلم ہے کیا؟" سونی نے آئس کریم کھاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا [illegible] سوٹ میں اس کی اجلی اجلی رنگت لہلہا رہی تھی۔
"نہیں... بھلا مجھے کیا پرابلم ہو سکتی ہے۔" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔
"میری موجودگی میں تمہیں کوئی بھی پرابلم نہیں ہونی چاہیے۔" اس نے خاصے اترا کر کہا۔
"کیوں؟"
"میرے تمام [illegible] کہ میری کمپنی میں کوئی بور نہیں ہوتا۔"
"[illegible] فرینڈز [illegible] تمہارے؟" اس کے اندر تپش ہی پھیل گئی تھی۔
"یاد نہیں..." اس نے فخر سے کندھے اچکا کر جواب دیا پھر اس کی جانب [illegible] سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "جب میں نے انکل کے پاس تمہاری [illegible] دیکھی تو مجھے یقین ہی نہیں آیا کہ پاکستان میں بھی کوئی [illegible] ہو سکتا ہے اور تمہیں دیکھ کر احساس ہوا کہ تم تو تصور سے بھی بڑھ کر ہو۔" اس کے انداز میں اس قدر بے باکی اور خود اعتمادی تھی کہ وہ [illegible] پزل ہو گیا تھا۔
"یعنی تم صرف میری خاطر آئی ہو؟" اس نے ہونٹوں سے [illegible] خارج کرتے ہوئے کہا۔
"یس... تمہاری خاطر ہی [illegible] کو چھوڑا ہے میں نے ورنہ اب تک تو ہم [illegible] ہو چکے ہوتے۔ بہت جان دیتا تھا مجھ پر اور مجھے بھی بہت پسند تھا مگر جب تمہیں

دیکھا تو سب کچھ بھول گئی۔"
"اگر کوئی مجھ سے بھی حسین مل گیا تو کل تم مجھے بھی چھوڑ دو گی؟" اس کی مسکراہٹ میں کاٹ تھی۔
"کیا تم سے زیادہ کوئی اور خوب صورت ہو سکتا ہے؟"
"ہاں... حسن مجھ پر تو ختم نہیں ہوا۔"
"او ہو کم آن کیا بور ٹاپک لے کر بیٹھ گئے ہو... تمہیں ابھی باتیں کرنی نہیں آتیں۔"
اس نے جھنجلا کر آئس کریم کا خالی کپ ٹیبل پر رکھا اور پرس میں سے [illegible] اور مرر نکال کر ہونٹوں پر لپ اسٹک [illegible] پھیرنے لگی۔
"اگر دادی جان دیکھ لیں تمہیں اس طرح میک اپ میں اس مبارک ماہ میں تو [illegible]
[illegible]
اس کے گستاخانہ انداز پر اس کا دماغ گھوم گیا تھا مگر ریسٹورنٹ کا خیال کر کے ضبط کر گیا تھا۔
"انکل رضوان میرے فادر نہیں ہیں۔ میرے فادر اس ملک کے سب سے بڑے بزنس مین تھے ان کے آگے انکل کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔ انھوں نے میرے فادر کی دولت پر قبضہ جمانے کے لیے ماما سے شادی کی تھی اور اس وقت کاروباری دشمنوں کی وجہ سے ماما کو مضبوط سہارے کی ضرورت تھی چنانچہ ماما نے مجبوری میں ان سے شادی کی اور جاپان چلی گئیں۔"
"چلو تمہیں گھر ڈراپ کر دوں۔" اس نے ضبط [illegible] ہوا تو بل [illegible] اٹھ کھڑا ہوا۔
"[illegible] سرخ چہرہ دیکھ کر [illegible] احساس ہوا [illegible] کہ اس نے رضوان صاحب کو بھی عزت [illegible] تھی۔ وہ اس کے لیے بھی قابل احترام نہیں رہے تھے۔

راستہ بالکل خاموشی سے کٹا تھا۔ وہاں [illegible] رضوان نے اسے زبردستی روک لیا تھا۔
"بیٹا کوئی بات [illegible] مجھے معلوم ہے اس سر پھری لڑکی نے [illegible]
"جاپان سے احمد کی کال آئی تھی اس کی وائف کی ڈلیوری ہونے والی ہے اس نے تمہیں بلایا ہے۔ تمہیں جلد ہی جانا ہوگا [illegible] میں چاہتی ہوں آپ جلدی اپنے گھر والوں کو بھیجیں تاکہ جلد سونی سے نکاح ہو کر [illegible]"
"گھر والوں کی آمد سے سونی کی [illegible] کا کیا تعلق ہے؟"
"آپ کے ہاں سے پرپوزل آئے تاکہ آپ ہی کی سونی سے آپ کی شادی کروں گی۔"
"آپ سے کس نے کہا کہ میں سونی سے شادی کروں گا؟"
"کیا... کیا کہہ رہے ہیں بیٹا! سونی کے ساتھ اس قدر [illegible] اسٹینڈنگ اور..."
"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے آنٹی! میں نے تو مہمان نوازی [illegible] کرنے کے باوجود آپ نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں سونی سے شادی کروں گا۔"
"لیکن... لیکن میں نے تو جاپان میں احمد سے آپ کے لیے فرم خریدنے کی بات کی ہے تاکہ آپ بھی جاپان جا کر دولت کمائیں یہاں کیا رکھا ہے پھر [illegible] مالک ہے۔"
"دولت کی مجھے یہاں بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ بہت جلد میں اپنی نئی فرم کا افتتاح کرنے والا ہوں تایا جان نے بہترین علاقے میں سب کی کوٹھیاں الگ الگ خریدی ہیں جو اب تعمیر کے آخری مراحل میں ہیں۔ ویسے بھی مردوں کو اپنی قوت بازو کی کمائی پر گزارا کرنے کی عادت ہونی چاہیے [illegible] میں کوئی فرق نہیں رہتا۔" اس نے اٹھتے ہوئے دو ٹوک

sameenanazeer FriendsKorner

لہجے میں کہا۔
"پھر کیا کہہ رہے ہو جاتاشیر؟ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔" سوئی جو کچھ کی کیفیت میں اس کی باتیں سن رہی تھی تڑپ کر گویا ہوئی۔
"میں نے کبھی بھی تمہیں سہانے خواب نہیں دکھائے اس لیے تم مجھے الزام نہیں دے سکتیں اور ایک بات یہ ہم مردوں کا المیہ ہے کہ ہم کتنے ہی ماڈرن کیوں نہ ہو جائیں مگر اپنے سے وابستہ رشتوں کو گھر اور شفاف دیکھنا پسند کرتے ہیں اور تم جو [illegible] دادی جان اور انکل کی شان میں گستاخی کی ہے تمہاری اس بدتمیزی نے تمہیں میرے دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکال پھینکا ہے تمہاری رسائی اب میرے دل تک بھی ممکن نہیں ہے۔"
ملازمہ کافی لے آئی تھی مگر وہ کافی چھوڑ کر اسٹڈی کی سمت بڑھ گیا۔

☆☆☆

غضنفر نیاز کا رشتہ بانیہ کے لیے آیا اور دادی جان نے فوراً ہی منظور کر لیا کیونکہ وہ بہت بھلے لوگ تھے۔ بانیہ کو حیرت بھی ہوئی [illegible] جو اس نے پسند کیا تھا [illegible] اس دن غصے میں اس نے [illegible] سر زد ہو گئی تھی [illegible] دھتکار چلی گئی۔ وہ کسی کام سے کراچی آیا تھا اور دو دن یہاں رہا تھا۔ اور جاتے جاتے اپنے پاس خاصے بھاری نوٹوں کی موجودگی کا احساس دلا گیا تھا آج کل دوران کی چھیڑ چھاڑ کا تسلسل ہی ہوئی تھی۔
"سنو! تم نے ایک تبدیلی نوٹ کی؟" وہ برتن صاف کر کے ہاتھ دھو رہی تھی کہ تانیہ نے برتن صحن میں لگاتے ہوئے کہا۔
"کون سی تبدیلی؟"
"جاتاشیر کا آفس کے بعد کا سارا وقت اب گھر میں گزرنے لگا ہے۔"
"ہاں۔۔۔ آج کل چھوٹی امی اور دادی جان بہت خوش ہیں وہ ان کا چہرہ دیکھ کر سب فراموش کر بیٹھتی ہیں۔"

"وہ سب سوئی کی سنگت کا اثر تھا شاید اب ان لوگوں میں بیٹھنا کم ہوگئی ہے جو نہ وہ آ رہی ہے نہ کبھی گھر والوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔"
"چلو چھوڑو! سو جاؤ بہت وقت ہو گیا ہے پھر سحری میں اٹھنے میں پریشانی ہو گی۔" تانی امی وہاں سے گزریں تو دونوں پلٹ کر کمرے کی جانب چل دیں۔

☆☆☆

رمضان کا آخری عشرہ چل رہا تھا۔ بالکل غیر متوقع طور پر اس نے سنا کہ جاتاشیر نے اس سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اس کا تو غم و غصے سے برا حال ہو گیا یہ سن کر کہ [illegible] خوشی بھی ہوئی تھی گھر والوں کی طرف سے اس پر کوئی زبردستی نہیں تھی۔ مگر گھر کی تمام افراد کی یہی کوشش تھی کہ وہ جاتاشیر کو معاف کر دے۔ اور وہ [illegible] مظاہرے کے لیے تیار نہیں تھی۔
"میں بھلا اس طرح اس شخص کا ساتھ دے سکتی ہوں جس نے میری خواہش کو [illegible] ہے میری ذات کی [illegible] اور دوسروں کی محبتوں میں [illegible] کہیں ہوں۔" نمرہ اور بانیہ کے بار بار کہنے پر وہ سخت لہجے میں بولی۔
"تمہاری ادھوری ذات ان کا ساتھ پا کر مکمل ہو جائے گی۔ فکر کیوں کرتی ہو۔" کوئی اس کو کہہ رہی تھی۔
"تم لوگوں سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔" وہ بھنا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اندر آتے ہوئے جاتاشیر سے پوری شدت سے ٹکرا گئی۔
"تمہیں بھی کچھ ہو گیا ہے کیا تمہاری؟" اس نے پیشانی سہلاتے ہوئے کہا۔ جواب وہ خاموش رہی اور مجھے آگے بڑھ گئی۔
"مجھ سے بات بھی نہیں کرو گی؟ کیا ناراضگی ہے؟" وہ اس کے پیچھے ٹیرس پر چلا آیا۔ ماحول میں خنکی بھی تو سرد تھی خوابیدہ ماحول پر خاموش سکوت چھایا ہوا تھا۔

بھیسوں شب کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔
"تمہیں۔۔۔" اس کی پاٹ دار آواز میں کوئی ایسی بات ضرور تھی جس کے احساس سے جاتاشیر کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور چمک کر مخاطب ہو گئی۔
"تم نے فیضان کی خاطر مجھے ریجیکٹ کیا تھا اب تم۔۔۔"
"پلیز میں اس نازک پر کوئی بات کرنا نہیں چاہتی اور آپ کو فیضان کے بارے میں کسی بھی گھٹیا انداز میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے تیزی سے کہہ کر آگے بڑھنا چاہا کہ اچانک اس نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔
"بات سنو میری پھر جانا۔ بہت ہے کہ مجھے تم سے بہت سارے شکوے ہیں تمہیں شکوہ ہے کہ میں [illegible] اور [illegible] بات نہ کرو جس سے تمہیں تکلیف ہو۔"
"مجھے کوئی اس تبدیلی [illegible] اس نے [illegible]
میں اپنی حس کہاں ہے۔"
"ہاں۔۔۔ میں تو تمہاری ہی ہے [illegible] اور ادھوری۔۔۔"
"پلیز۔۔۔ جاتاشیر مجھے سمجھنے کی کوشش کریں مجھے احتراف ہے کہ مجھے یہ غلطی شروع سے ہی کی کہ تم فیضان سے اختلاف ہوا اور یہ خیال میرے اندر ایسی آگ ہی بھڑکا دیا کرتا تھا کہ اس کی جگہ میں جتنا زہر اگل دوں تم سے زیادتی کر جایا کرتا تھا۔" جتنے لمحے خاموش رہ کر اس نے اس کے بھیگے ہوئے چہرے کو دیکھا گویا ہوا۔
"ابی فرسٹریشن کا شکار ہو کر میں سوئی کی طرف بڑھا تھا پہلے پہل اس کا ساتھ مجھے بہت اچھا لگا مگر بہت جلد اس کی بے باک فطرت اور آزاد خیال طبیعت نے مجھے بے چین و بدل کر دیا مگر بالکل غیر ارادی طور پر تمہارا اور اس کا موازنہ کیا کہ ہم ساتھوں سے ساتھ رہتے آ رہے

ہیں جن میں بے شمار موسم تھے جن کے بھی ملے ہیں اور اس دوران ہمارے درمیان کوئی چپ حرکت ہوا تو درکنار ہم ایک دوسرے کو نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے مگر سوئی۔۔۔ تم اس کے سنگ رہ کر میں نے جانا کہ حیا کی لاجانت بے حیائی اور بے غیرتی میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ احساس یہ ہوا کہ۔۔۔" اس نے بھرپور نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں تمہارے وجود کا اتنا عادی ہو گیا ہوں کہ تصور میں بھی تم سے جدائی برداشت نہیں ہو سکتی۔" اس کے جذباتی لہجے میں جذبوں کی ان گنت پھول کھلے ہوئے تھے۔
"مجھے معلوم ہے یہ کوئی ناپاک ہے مجھے بیوقوف بنانے کا۔"
"تم مجھیں سمجھ سکتیں۔" اس کا دماغ ایک دم ہی گھوما تھا۔ "تمہیں معلوم ہے مجھے کبھی زندگی ایسی بات نہیں سوچ سکتا۔ میں نے پہلے فیضان سے فون کر کے معلوم کیا تھا وہاں سے ہوتے کا کنسل بارک میں کے وہی دادی جان اور تایا جان وغیرہ سے تمہارے لیے بات کی تھی۔ دادی جان تو دادی کو منا چکے تھے سوئی کو ہو جانے کے لیے۔ میری بات پر یقین نہ آئے تو ان سے معلوم کر لو۔ انہوں نے اس شرط کے ساتھ ہاں بھری کہ میں تمہاری تسلی کرواؤں گا یہاں سوچ کے ہی تمہیں منانا بھی پڑے گا۔"
"اگر میں نہ مانوں تو؟" اس نے دھڑکتے دل سے کہا۔
"تو تمہیں یہاں سے دھکا دے کر خود بھی چھلانگ مار لوں گا۔"
"زبردستی ہے کیا؟"
"بالکل! کیا اچھی بات کروں تو ہوتی ہے کہ تم تو تیرہ جید کی رکھتی ہو۔ اس دن میری باتوں نے تمہیں زک تو پہنچائی ہے مگر تمہیں پتل بھی کر دیا ہے اس لیے کہ اس دن کے بعد سے تم نے کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑا ہے۔" اس نے شرارت سے کہا تو وہ مسکرا دی۔
"میں جانتا ہوں عید تمہاری زندگی کی ان گنت مسرتوں سے لبریز یادگار عید ہو گی تم نے دیکھا نہ بھلا سکو گی۔ آج سے

sameenanazeer
FriendsKorner

تمہارے تمام دکھ میرے اور میری تمام خوشیاں تمہاری۔ دراصل تمہاری بے لوث محبت نے ہی کے ساتھ ساتھ مجھے بھی مسخر کرلیا ہے۔"

"کہاں تو تو ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے کے بھی روادار نہ تھے یا یہ عالم ہے کہ رلا دیا۔ ختم ہونے میں نہیں آرہے۔ پیچھے ہٹیں فیضان بچا آئے ہیں۔" بادیہ نے وہاں آکر کھری کھری سنائی تھیں۔

"میں حرش کا گناہ گار ہوں اماں! مجھے میرے گناہوں کی بہت سزا ملی ہے۔ حرش کی موجودگی میں میں نے عافیہ سے نکاح دولت کے لالچ میں کیا تھا۔ مگر یہاں سے ہی میری بدنصیبیوں کا آغاز ہوگیا تھا۔ میں اس کے ساتھ جاپان چلا گیا اور وہاں جاکر مجھے معلوم ہوا کہ جسے میں نے بے بس سا سمجھ کر بیوہ سمجھ کر نکاح کیا تھا وہ بہت بڑی شاطر اور مکار عورت ہے اور ازحد کنجوس بھی۔ وہاں جاتے ہی اس نے میرا [illegible] مجھے مشین کی طرح کام کرنا پڑتا تھا۔ [illegible] میرے ہاتھ میں بالکل بھی کچھ نہ دیتی تھی۔ فون پر بھی آپ لوگوں سے بات بھی اتفاقاً ہی ہوتی تھی جب وہ کسی وجہ [illegible] سر پر سوار [illegible] کی وجہ سے وہ یہاں آنے پر تیار ہوئی تو مجبوراً مجھے بھی ساتھ لانا پڑا اور اس پر بھی یہ شرط تھی کہ میں اپنی بیٹی سے نہیں ملوں گا۔" فیضان اماں کے قدموں میں بیٹھے رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

"میں جو اتنے برسوں سے دیکھتے بیٹے سے لگانے کی آرزو لیے جی رہا تھا عزت کی خاطر یہ وار بھی سہہ گیا مگر اب میرے صبر کی طنابیں ٹوٹ گئیں جب ان ماں بیٹی نے مجھے مجبور کرنا چاہا کہ میں یہاں آ کر تاجشیر کو راضی کروں سوتیلی سے شادی کرنے پر اور میں لعنت بھیج کر آ گیا ان کی بے مول غلامی پر میں نے بہت سزا کاٹی ہے اماں! کیا آپ کے قدموں میں جگہ ملے گی مجھے؟ کیا میری بیٹی اور میرے اپنے مجھے معاف کردیں گے؟ بہت خطاوار ہوں میں۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیے تو اماں نے بیٹے آنسوؤں سمیت انہیں سینے سے لگا لیا۔

"یہ گھر تمہارا ہے سب تمہارے اپنے ہیں! کوئی تم سے خفا نہیں ہے اور خولہ کس طرح باپ سے ناراض رہ سکتی ہے۔"

تایا نے خولہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کی طرف لے گئے تو باپ کے کشادہ سینے سے لگ کر اس نے اتنے آنسو بہائے کہ تمام تشنگی اور برسوں کا غبار دھل کر صاف ہوگیا۔

☆☆☆

عید کا چاند نظر آ گیا تھا ہر سو خوشیوں اور شادمانیوں کے رنگ چمک اٹھے تھے۔ گھر میں بچے سر سے ہنگامے جاگ اٹھے تھے۔ گھر کی خواتین کچن سنبھال چکی تھیں۔ وہ سب چوڑیوں اور مہندی کے چکروں میں الجھ رہی تھیں۔

"خولہ! کیا کر رہی ہو بیٹا!" چھوٹی امی اسے وارڈروب میں گھسے دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

[illegible] تھا خراب ہی نہیں رہا۔

"مل جائے گا پرسوں پہن لینا۔ کل پہلی عید ہے تاجشیر کے ساتھ جا کر کوئی خوب صورت [illegible] ان کے [illegible] کل ہی انہوں نے تاجشیر کو آواز دی [illegible]

چاند رات کی رونق عروج پر تھی۔ رنگ برنگی روشنیاں ہر سو بکھری ہوئی تھیں۔ تاجشیر کے ہمراہ فرنٹ سیٹ پر وہ خاصی نروس سی بیٹھی ہوئی تھی۔

تاجشیر کے چہرے پر الوہی مسرتوں کی روشنی تھی وہ جذبے لٹاتی نگاہوں سے بار بار اسے دیکھ کر گنگنا رہا تھا۔

"عید کا چاند آج دیکھا ہے
ہر کلی یوں ہی سدا ہی مسکرائے
ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہوں
کاش ایسی عید بار بار آئے"

sameenanazeer
FriendsKorner